OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore*

ISSN (Print): 2664-1178
ISSN (Online): 2664-1186
Jan-Jun 2023
Vol: 7, Issue: 1
altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

Definition of definition

تعریف کی تعریف

Muhammad Nawaz Hasni *

Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan

https://orcid.org/0009-0003-1717-0946

Abdul Basit

https://orcid.org/0009-0006-8808-2750

Department of Islamic Studies, Punjab Collge, Kasur Campus, Pakistan

ABSTRACT

This article aims to define the terms, 'definition' and 'interpretation. It explains its conditions and requirements as these are mentioned in the knowledge of logic, elaborates the definition and its elements, conditions, requirements and other relevants. The article elaborates that any scholar cannot define the term of any knowledge unless he is competent in this subject and studied it thoroughly from the beginning till the end. He must know the knowledge of logic which is only knowledge thatdiscusses the method of definition, its types and different conditions must be followed in the definition of any term of any knowledge. Each term is entity and each entity must be defined in proper way and every entity has its own common factor [genous] and specific factor [fasal or khasa].

Keywords: Definition, Interpretation, Elements, Conditions, Requirements.

*Corresponding Author: **Muhammad Nawaz Hasni** (nawaz.hasani@ais.uol.edu.pk)
Reciving Date: 01 April 2023; Accepted: 17May 2023; Published online: 22 June 2023

جس موضوع[1] سے متعلق بحث کرنی ہو تو سب سے پہلے اس کی تعریف کرنا ضروری ہے چونکہ یہاں تعریف سے متعلق بحث ہو رہی ہے لہذا سب سے پہلے اس کی تعریف کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہ تعریف دو طرح کی ہوتی ہے ایک تعریف لفظی ہوتی ہے اور دوسری حقیقی تعریف ہوتی ہے درج ذیل میں ان دو میں سے ہر ایک تعریف کی تعریف بیان کی جاتی ہے:

اقسام تعریف: تعریف کے دو اقسام ہیں تعریف لفظی اور تعریف حقیقی۔ اور ہم جس تعریف کو بیان کرنے کے کوشش کر رہے ہیں وہ تعریف حقیقی ہے اور اسی کو اصطلاحی تعریف کہتے ہیں۔ ماہر لغت الاصفہانی شمس الدین محمود بن عبدالرحمن فرماتے ہیں:

الحد (---) وهو على ثلاثة اقسام لانه اما يكون بحسب اللفظ او بحسب المعنى ويسمى الاول اللفظى والثانى اما ان يكون مشتملا على جميع الذاتيات او لا ،والاول الحد الحقيقى والثانى الحد الرسمى۔[2]

یعنی حد کے تین اقسام ہیں یہ اس لیے کہ یہ یا تو کسی کی تعریف باعتبار لفظ کے ہو گی یا یہ کسی کی تعریف باعتبار معنی کے ہو گی اور پہلی تعریف کو تعریف لفظی کہا جاتا ہے اور یہ دوسری قسم کی تعریف یا تو (معرَّف) کی تمام ذاتیات پر مشتمل ہو گی یا تمام پر مشتمل نہیں ہو گی اس پہلی قسم کی تعریف کو حد حقیقی یعنی تعریف حقیقی کہا جاتا ہے

---

1 ۔موضوع کسے کہتے ہے اس کی تعر-یف میر زاہد نے ملا جلال کے حاشیۃ میں درج ذیل الفاظ میں کی ہے کسی علم کا موضوع یا کسی علمی بحث کے موضوع کی یوں تعریف کی گئی ہے: موضوع البحث هو كل مايبحث فيه عن عوارضه الذاتية. کسی علم کا موضوع وہ ہوتا ہے جس کے ذاتی عوارض یعنی ذاتی اوصاف سے اس علم میں بحث کی جائے جیسے علم طب کا موضوع صحت و بیماری کے اعتبار سے بدن انسانی ہے اسی طرح حساب (Math) کا موضوع ہندسہ یعنی عدد ہے اسی طرح قرآن کا موضوع انسان کے دینی عوارض ہیں اور چونکہ دین کے آگے تین حصے ہیں 1۔ایمان، 2۔اسلام اور 3۔احسان اور ان میں سے پھر ہر ایک کا موضوع بحث الگ الگ ہو جاتا ہے گو کہ ان سب کا تعلق انسان کے ساتھ ہی ہوتا ہے. ان میں سے ایمان کا تعلق چونکہ انسانی عقیدہ کے ساتھ ہے اور عقیدہ کی بحث علم الکلام میں ہوتی ہے اس لئے یہ انسانی عقیدہ علم الکلام کا موضوع ہے اس علم میں صرف انسان کی ایمانیات سے ہی بحث کی جاتی ہے. اور ان میں سے دوسرا حصہ اسلام ہے اس میں انسان کے ہر فعل اور ہر عمل کا شرعی حکم بیان کیا جاتا ہے جس کی بحث دین کے اسلامی اور شرعی حصہ میں ہوتی ہے اور چونکہ اس کی تفاصیل علم الفقہ میں ذکر کی جاتی ہیں تو یہ انسان کا فعل اور عمل اس کا موضوع ہے اور دین کے تیسرے حصہ کو حدیث جبرائیل میں احسان کہا گیا ہے اس میں انسانی دل کے اوصاف جمیلہ اور رذیلہ اور مختلف احوال کا ذکر ہوتا ہے اور ان کی تفاصیل کا بیان علم التصوف میں ہوتا ہے اس لئے یہ علم التصوف کا موضوع ہیں.

2 ۔ شمس الدین الاصفہانی، بیان المختصر شرح المختصر، تحقیق: محمد مظہر بقا، المملكة العربية السعودية، جامعة ام القرى، 74:1

(کیونکہ اس قسم کی تعریف اس چیز کی تمام ذاتیات پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ ذاتیات اس چیز کی حقیقت ہیں) اور دوسری قسم کی (تعریف جو اس چیز کی تمام ذاتیات پر مشتمل نہیں ہوتی بلکہ بعض ذاتیات اور بعض عوارض پر مشتمل ہوتی تو اسے) رسم کہا جاتا ہے۔[1] اسی قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے المرداوی لکھتے ہیں:

الحد له معنيان: معنى فى اللغة ومعنى فى الاصطلاح فمعناه فى اللغة المنع ولذلک سمى البواب حدادا ، لانه يمنع الناس من دخول الدار وسمى السجّان حدادا لمنعه المعتقل من الخروج من السجن وسمى الحدود حدودا لانها تمنع من الخروج عنها والدخول فيها (---) وسمى التعريف حدا لمنعه الداخل من الخروج والخارج من الدخول۔[2]

”حد کے دو معانی ہیں ایک معنی لغوی ہے اور ایک معنی اصطلاحی ہے اس کا لغوی معنی روکنا ہے اس لیے دربان کو حداد کہتے ہیں کہ وہ گھر میں داخل ہونے سے لوگوں کو روکتا ہے اور جیل میں ڈالنے والے کو حداد اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بیڑیاں پہنے قیدی کو جیل سے باہر جانے سے روکتا ہے اور حدود کو حدود اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مجرم کو دوبارہ ایسا جرم کرنے سے روکتی ہیں اور تعریف کو حد اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ جو داخل ہے (یعنی معرَّف کے تمام افراد کو اس) سے باہر خارج نہیں ہونے دیتی اور جو (اس معرَّف سے) خارج ہے اسے اس میں داخل نہیں ہونے دیتی (اس لیے تعریف کے لیے یہ ضروری ہے اور شرط ہے کہ وہ جامع اور مانع ہو)

تعریف کی لفظی تعریف: تعریف کرتے ہوئے راغب الاصفہانی فرماتے ہیں:

هو الوصف المحيط المميز له عن غيره۔[3]

تعریف ایک ایسی وصف ہے جو اپنے موصوف یعنی معرَّف (را کی زبر کے ساتھ) دوسری تمام چیزوں سے ممتاز

[1] ۔المرداوی علی، التحبیر، 1:270، عبدالعزیز البخاری، کشف الاسرار، 1:21، الشیرازی ابواسحاق، شرح اللمع، 1:145، امام غزالی، المستصفی، 1:12، ابوالولید الباجی، الحدود، 23، ابوالولید الباجی، احکام الفصول، 1:4، القرافی، شرح تنقیح الفصول، 4، عضد الدین، شرح المختصر، 1:68، الزرکشی، البحر المحیط، 1:223، ابویعلی، العدۃ، 1:74، ابوالخطاب محفوظ الکلوذانی، التمہید، 1:33، ابن عقیل، الواضح، 1:15، ابن قدامہ، روضۃ الناظر، 10، الطوفی، شرح مختصر الروضۃ، 2:87، آل تیمیۃ، المسودہ، 570، الفتوحی، شرح الکوکب المنیر، 1:89، الاصفہانی شمس الدین محمود بن عبدالرحمن المتوفی 749ھ، بیان المختصر، تحقیق، ڈاکٹر مظہر بقا، جامعۃ جامعۃ ام القری، طبعۃ اولی، 1986م، 1۔63۔66

[2] ۔

[3] ۔الراغب الاصفہانی، المفردات، 10.9، ابن الاثیر، النہایۃ، 3:1

کر دیتی ہے یعنی اسکی ایسی وضاحت کرتی ہے کہ باقی سب چیزوں سے الگ تھلگ کر دیتی ہے۔ مولانا فضل خیر آبادی نے تعریف کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

معرف الشیئ ما یحمل علیه لافادة تصوره۔[1]

یعنی کسی چیز کی تعریف اسے کہتے ہیں:

"جسے اس چیز کی خبر بنا کر اس طرح پیش کیا جائے تاکہ اس چیز کا مفہوم اور تصور بالکل واضح ہو جائے۔"

یعنی تعریف کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے معرّف (راء کی زبر کے ساتھ) کے مفہوم اور معنی کو واضح کر دے اور اس میں کسی قسم کا خفا باقی نہ رہے اور وہ باقی تمام چیزوں سے ممتاز اور ممیز ہو جائے اور کسی چیز کی تعریف کرنے کا بھی یہی مقصد اور مطلب ہے۔ اس لیے یہ تعریف کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے معرف (را کی زبر کے ساتھ) سے زیادہ معروف و مشہور ہو تاکہ اس کے مفہوم کو واضح کر سکے۔

المرداوی نے اس لفظی تعریف کی یوں تعریف کی ہے:

وهوتعریف بلفظ مرادف له اشهر منه عند السامع۔[2]

تعریف یہ ہے کی کسی کی اس کے ایسے مترادف لفظ سے وضاحت کی جائے جو اس معرف (را کی زبر کے ساتھ) سے زیادہ سامع کے نزدیک معروف اور مشہور ہو۔ اہل اللغۃ جب الفاظ کے معانی بیان کرتے ہیں تو وہ سب ان الفاظ کی تعریف لفظی ہوتی ہے اور یہ تعریف لفظی اسی خصوصیت کی حامل ہوتی ہے جس کا ذکر المرداوی نے اوپر کیا ہے۔

تعریف حقیقی کی تعریف: اس تعریف حقیقی کی تعریف کرتے ہوئے امام غزالی لکھتے ہیں:

هو اللفظ المفسر لمعناه علےٰ وجه یجمع ویمنع۔[3]

---

[1] مولانا فضل الامام الخیر آبادی، المرقات، (لاہور: دین محمد پبلشرز کشمیری بازار ہل روڈ، س ن)، 21
Molana Fazal alimam alkhar,Almirqat,(Lahore:DeenMuhammad Publishar),21

[2] ۔المرداوی، التحبیر شرح التحریر 1:277
Almrwadi,Altahbeer,1;217

[3] محمد بن محمد الغزالی، المستصفی، 1:71
Muhmmad bin Muhammad Lgzali,Almusasfa,1;71

”یہ تعریف وہ لفظ ہے جو معرف (را کی زبر کے ساتھ) کے معنی کو اس انداز سے کھول کر بیان کر دیتا ہے کہ وہ معنی جامع بھی ہوتا ہے اور مانع بھی۔“

یعنی اس معرف (را کی زبر کے ساتھ) کے تمام افراد کو اس طرح شامل ہوتا ہے کہ اس سے معرف (را کی زبر کے ساتھ) کا کوئی ایک فرد بھی باہر نہیں رہ جاتا اور وہ مانع ہوتا ہے یعنی ایسی کسی چیز کو وہ شامل نہیں ہوتا جو اس معرف (را کی زبر کے ساتھ) کے افراد میں سے نہ ہو۔ المرداوی لکھتے ہیں:

ومعناه فی الاصطلاح الوصف المحیط بمعناه ، الممیز له عن غیره۔ [1]

”حد کے اصطلاحی معنی ہیں وہ وصف جو اس معرّف (را کی زبر کے ساتھ) کے معنی کو محیط ہوتا ہے اور اسے تمام دوسری چیزوں سے ممتاز کر دیتا ہے۔“

تعریف حقیقی کی شرائط: تعریف یعنی معرّف (را کی زیر کے ساتھ) کی درج ذیل شرائط ہیں:

1۔ تعریف یعنی معرّف (را کی زیر کے ساتھ) کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے معنی حقیقی میں استعمال ہو لہذا ایسے اسم اور لفظ کے ساتھ تعریف جائز نہیں ہے جو اپنے معنی مجازی میں استعمال ہو[2] کیونکہ تعریف کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ شہرت اور معرفت میں معرّف (را کی زبر کے ساتھ) سے کم درجہ نہ ہو اور لفظ کا استعمال اس کے معنی مجازی میں دلیل کا محتاج ہے یہ اس لیے کہ یہ مجازی معنی اس کا معنی ظاہر نہیں ہے بلکہ معنی خفی ہے اور دلیل کا محتاج ہے۔[3]

2- معرّف (را کی زیر کے ساتھ) کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ لفظ مشترک نہ ہو[4] یہ اس لیے کہ مشترک کا اپنے

---

[1] المرداوی، التحبیر، 1:270-271
Almrwadi,Altahbeer,1;270,271

[2] خواہ وہ مجاز مرسل ہو یا مستعار.

[3] مولانا فضل الامام الخیر آبادی، المرقات، 21
Molana Fazal alimam alkhar,Almirqat,21

[4] مشترک کی تعریف یوں کی گئی ہے: مولفظ وضع لمعان متعددة باوضاع متعددة یعنی مشترک وہ لفظ ہے جس کی متعدد معانی کے لئے الگ الگ وضع کی گئی ہو یعنی ہر قبیلہ عربی نے اسکو الگ معنی کی لئے وضع کیا ہو اور الدکتور حسین حامد حسان نے اسکی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہو لفظ وضع لکثیر باوضاع متعددة یعنی مشترک وہ لفظ ہے جس کی وضع بہت سے معانی کے لئے متعدد وضع کے ذریعے ہو. اصول الفقہ، مصر: دار النہضۃ، 430

تمام مختلف حقیقی معانی میں بیک وقت استعمال جائز نہیں ہے نہ ہی یہ جائز ہے کہ اس کا کوئی ایک ایسا خاص معنی مراد لیا جائے جو اس کے تمام حقیقی معانی کا ایک قدر مشترک کے طور پر احاطہ کرلے، کیونکہ اس سے عموم المشترک لازم آئے گا اور علماء اصول کے نزدیک عموم المشترک صحیح نہیں ہے کیونکہ عام اپنے تمام معانی کے لیے ایک وضع کے ساتھ شامل ہوتا ہے جبکہ مشترک کی اپنے ہر معنی کے لیے الگ الگ وضع ہوتی ہے۔ اور اگر اس سے اس کا کوئی ایک خاص معنی حقیقی مراد لیتے ہیں تو اس پر کوئی دلیل ہے یا بغیر کسی دلیل کے کوئی خاص معنی مراد لیا جاتا ہے اگر ایسا کرنا بلا دلیل ہے تو یہ ترجیح بلا مرجح ہے اور اگر دلیل کی بنیاد پر ہے تو یہ مسلمہ اصول ہے کہ جو لفظ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دلیل کا محتاج ہو تو وہ اس معنی میں خفی ہے نہ کہ ظاہر اور جو لفظ اپنے معنی میں خفا کا شکار ہے تو وہ کسی دوسرے لفظ کی تعریف اور وضاحت کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔[1]

3-تعریف کی لیے یہ شرط ہے کہ وہ معرّف(را کی زبر کے ساتھ) کا متضاد نہ ہو جیسے کہ کہا جائے (السواد هو مايضاد البياض) "سیاہی وہ چیز ہے جو سفیدی کی ضد ہے" کیونکہ یہ تعریف اپنی معرفت اور شہرت میں اپنے متضاد کے برابر ہے اور تعریف ایسے لفظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے جو معرفت میں معرّف(را کی زبر کے ساتھ) برابر ہو اور یہ اس لیے کہ ایسی تعریف کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ ایک تحصیل لا حاصل ہے اور تحصیل لا حاصل مناطقہ کے نزدیک باطل ہے۔

4۔تعریف کی لیے یہ شرط ہے کہ وہ ایسے الفاظ کے ساتھ نہ ہو جو معرَّف(را کی زبر کے ساتھ) کے بالکل مترادف ہوں یعنی دونوں معرفت اور شہرت میں برابر ہیں جیسے کہا جائے (الانسان حيوان بشرى یعنی انسان ایک بشری حیوان ہے) کیونکہ انسان اور بشر دونوں مترادف ہیں اور معرفت اور شہرت میں بالکل برابر سرابر ہیں ایسی تعریف بھی تحصیل لاحاصل ہے۔

5۔تعریف کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ ایسے مترادف الفاظ کے ساتھ ہو جو سامع اور اس کے علاقہ کے لوگوں کے ہاں معرَّف(را کی زبر کے ساتھ) سے زیادہ مشہور معروف ہوں۔

---

[1] مولانا محمد عماد الدین الشیر کوٹی،المرآت بہامش المرقات(لاہور: مطبع دین محمد کشمیر بازار، س ن)،21

Amadul deen Almraat (Lahore:Matba deen),21

6- تعریف ایسے الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں جن کی اپنی معرفت کا انحصار خود معرّف (را کی زبر کے ساتھ) پر ہو جیسے کہا جائے (الشمس کوکب یطلع نہارا یعنی سورج وہ سیارا ہے جو دن میں طلوع ہوتا ہے) یہ تعریف اپنی شہرت اور معرفت میں اپنے معرّف (را کی زبر کے ساتھ) سے کم درجہ ہے۔

7- تعریف ایسے الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے جن کے اپنے معانی میں اشکال اور غموض پایا جاتا ہو جیسے کہا جائے (الانسان مرکب من الروح والجسد۔ یعنی انسان وہ ہے جو روح اور جسم کا مرکب ہے) یہاں روح کے معنی میں اتنا بڑا غموض ہے جتنا کہ لفظ اللہ کو سمجھنا مشکل ہے۔ اسی طرح لفظ جسم کے معنی میں بھی غموض ہے کیونکہ جسم اسے کہتے ہیں جس میں ابعاد ثلاثہ پائے جائیں اور ابعاد ثلاثہ سے مراد ہے کہ جس میں طول، عرض اور عمق پایا جائے یعنی جو طول، عرض اور عمق میں تقسیم کو قبول کرے وہ جسم ہے اور اس کو سمجھنے کیلیے نقطہ، خط اور سطح کے معانی کو سمجھنا ہوتا ہے تاکہ جسم کا معنی واضح ہو جائے اور اس میں پایا جانے والا غموض دور ہو سکے۔

8۔ اس تعریف کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مطرد ہو یعنی اپنے معرّف کے تمام افراد کا احاطہ کئے ہوئے ہو اور معرّف کا کوئی فرد اس کے احاطے سے باہر نہ رہ جائے اور جو تعریف اپنے معرّف کے تمام افراد کے لیے جامع نہ وہ بالاتفاق باطل ہے۔ ایسی تعریف کو جامع کہا جاتا ہے۔

9۔ تعریف کے لیے یہ بھی شرط ہے کے وہ منعکس ہو یعنی کوئی ایسی چیز اس میں نہ داخل جو اس کے معرّف کے افراد میں سے نہیں ھے تو ایسی تعریف بالاتفاق باطل ہے کیونکہ ایسی تعریف کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس سے معرّف دوسری چیزوں سے ممتاز نہیں ہوتا اس کی مثال عدد نمبر سات میں دی گئی کہ الانسان مرکب من الروح والجسد یہ تمام مادی ذی روح چیزوں پر صادق آتی ہے اس لیے کہ وہ بھی روح اور جسد سے مرکب ہیں۔ ایسی تعریف کو مانع کہا جاتا ہے۔[1]

10۔ تعریف کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ معرف (را کی زبر کے ساتھ) سے اعم نہ ہو ورنہ وہ مانع نہیں ہو سکتی جیسے بتایا گیا ہے۔

11۔ تعریف کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ ایسے الفاظ سے نہ ہو جو معرّف (را کی زبر کے ساتھ) سے اخص ہوں

[1] ۔ عضد الدین، شرح المختصر، 1: 71، المرداوی علی بن سلیمان، التحبیر شرح التحریر، تحقیق: الدکتور عبد الرحمن اور الدکتور عوض اور الدکتور احمد (الریاض: مکتبہ الرشید، س ن)، 270۔273

ورنہ وہ جامع نہیں ہو سکتی جیسے بتایا گیا ہے۔

12۔ تعریف کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس میں حروف عطف کے ذکر سے گریز کیا جائے الاّ یہ کہ ایسا کرنا تعریف کو جامع اور مانع بنانے کے لیے ہو کیونکہ تعریف میں ایسے حروف کا ذکر کرنا معیوب ہے۔[1]

13۔ تعریف کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مختصر سے مختصر الفاظ کے ساتھ ہو اور وہ اتنے مختصر الفاظ میں ہو جو معرَّف کے مفہوم کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ جامع اور مانع بھی ہو ورنہ وہ تعریف سے نکل کر تفسیر اور تشریح بن جائیگی جیسے کہ آجکل کے دانشور حضرات کی گئی تعریفات کا رنگ وروپ ہے۔

14۔ تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ منضبط ہو یعنی ایسے جچے تلے ہوئے الفاظ کے ساتھ ہو جو معرّف کی ماہیت اور حقیقت کو یعنی ارکان وعناصر کو واضح کردے۔۔

15۔ تعریف کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس میں خود معرّف (را کی زبر کے ساتھ) یا ایسے لفظ کا ذکر نہ آئے جس کا سمجھنا اس معرف (را کی زبر کے ساتھ) کے سمجھنے پر موقوف ہو ورنہ یہ تعریف دور کو مستلزم ہو گی اور جس تعریف میں دور پایا جائے وہ باطل ہے کیونکہ اس میں توقف الشيئ علی نفسه لازم آتا ہے یعنی ایک چیز اپنی ذات پر موقوف ہو اور کسی چیز کا اپنی ذات پر موقوف ہونا باطل ہے ورنہ تقدم الشيئ علی نفسه لازم آجاتا ہے یعنی ایک چیز اپنی ذات سے پہلے ہو اور یہ بالاتفاق باطل ہے کہ کوئی چیز اپنی ذات کے پائے جانے سے پہلے پائی جائے۔

16۔ تعریف کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنے معرف (را کی زبر کے ساتھ) کے مقاصد اور حکمتوں پر مشتمل نہ ہو کیونکہ مقاصد او حکمتیں اگرچہ انسان کے علم اور ارادوں میں پہلے ہوتے ہیں مگر واقعہ کے اندر وہ کسی چیز کے آثار ہوا کرتے ہیں اور چیزوں کے اثرات ان کے پائے جانے کے بعد پائے جاتے ہیں۔اس کی مثال یہ ہے جیسے کہ شیخ علی الخفیف نے اور پھر ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ نے ان کی اتباع میں حق کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

الحق هومصلحة مستحقة للانسان۔[2]

حق انسان کی اس مصلحت کو کہتے ہیں جسکا انسان مستحق ہو۔یہ تعریف دو وجہ سے ٹھیک نہیں ہے۔

---

[1] یہ شرط اور اس کے بعد آنے والی شرائط استقراء پر مبنی ہیں.

[2] علی الخفیف، 888
Ali alkhfeef,888

1۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ تعریف اپنے معرف (را کی زبر کے ساتھ) مصلحت پر مشتمل ہے اور مصلحت کسی چیز کا مقصد ہوا کرتی ہے اور مقاصد چیزوں کے حصول کے بعد حاصل ہوا کرتے ہیں نہ کہ چیزوں کے پائے جانے سے پہلے پائے جاتے ہیں اور یہاں پر تو حق سے پہلے اس کی مصلحت پائی جارہی ہے کیونکہ یہ اپنے معرف (را کی زبر کے ساتھ) کی تعریف ہے اور تعریف کا وجود معرف (را کی زبر کے ساتھ) کے وجود سے پہلے ہوتا ہے۔

2۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس تعریف میں دور لازم آرہا ہے کیونکہ اس تعریف میں لفظ مستحقۃ آیا ہے اور معرف (را کی زبر کے ساتھ) اپنی معرفت میں اپنی تعریف پر موقوف ہے اور اس تعریف میں لفظ (مستحقۃ) آیا ہے جو حق سے نکلا ہے اور اس مستحقۃ کو سمجھنے کے لیے حق کو سمجھنا ضروری ہے اور چونکہ یہ لفظ مستحقۃ حق کی تعریف میں بھی آیا ہے تو اس طرح حق کا سمجھنا حق پر موقوف ہوا اس طرح حق کا سمجھنا حق پر موقوف ہوا اور یوں حق موقوف بھی ہوا اور موقوف علیہ بھی اور یہ تقدم الشيئ على نفسه لازم آرہا ہے کیونکہ موقوف علیہ موقوف سے پہلے ہوا کرتا ہے اور تقدم الشيئ على نفسه باطل ہے اور یہ منطق کی اصطلاح میں دور کہلاتا ہے اس لیے مناطقہ نے ہر اس تعریف کو باطل قرار دیا ہے جس میں لازم آرہا ہو۔

تعریف حقیقی کی اقسام:[1]

جب علمی مباحث مین انسان داخل ہوتا ہے تو پھر موضوع سے متعلق کئی چیزوں کا ذکر آتا ہے اور ان کی وضاحتیں اور تفصیلات بیان کی جاتی ہیں اور ان میں ان کے اقسام اور انواع کا الگ الگ بیان ملتا ہے اسی طرح تعریف کی تعریف کے بعد اس کے اقسام کا بیان کیا جاتا ہے اور تعریف کے کئی اقسام ہیں جیسے کہ تعریف لفظی یعنی لفظ کی لغوی تعریف اور اسکا عام طور پر ذکر کتب اللغۃ میں کیا جاتا ہے اسی طرح تعریف کے اقسام میں سے ایک تعریف عرفی ہوتی جو صرف اس لفظ کے مختلف اعراف اور عادات میں معانی کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس تعریف کا ایک قسم تعریف حقیقی ہے جو کسی چیز کی ایسی تعریف ہوتی ہے جو اس کی حقیقت کو بیان کرتی ہے اور اس چیز کی ذاتیات اور لوازم کے ساتھ ہوتی ہے اور اس تعریف کو تعریف حقیقی کہا جاتا ہے اور علوم میں عام طور اسی قسم کی تعریفات ہوتی ہیں۔

پھر اس کے آگے دو اقسام ہیں: 1–حد، 2-رسم اور پھر آگے ہر ایک کے دو دو اقسام ہیں: 1-حد تام اور 2-حد

---

[1] - یہ بحث صرف وہی علماء اور دانشور سمجھ سکتے ہیں جنھوں نے علم منطق پڑھا ہوا ہے اور وہ بھی کسی ایسے عالم سے جو اصحاب منطق کی کڑی سے تعلق رکھتا ہو اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اس علم کے پڑھنے پڑھانے کو حرام قرار دیا گیا حالانکہ یہ مسلمہ اصل ہے کہ حرام وہی ہوتا ہے جسے شارع نے حرام قرار دیا ہو اور احناف تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ حرام صرف وہی ہوتا ہے جسے شارع نے دلیل قطعی کے ساتھ حرام قرار دیا ہو اور یہاں علم منطق کی حرمت پر دلیل قطعی تو کجا دلیل ظنی بھی نہیں پائی جاتی اور جہاں تک علم منطق کی اہمیت کا تعلق ہے تو اسکے بغیر علم الکلام میں ہمارے اسلاف کی لکھی گئی کتب کو سمجھنا محال ہے جیسے علامہ تفتازانی کی شرح العقائد النسفیۃ اور اس کے حواشی اور عضد الدین کی کتاب المواقف اور اس کے حواشی اور اس کے علاوہ علم اصول الفقہ کے کلامی مباحث کو سمجھنا بہت مشکل ہے اور جو علم اصول الفقہ نہیں جانتا وہ قرآن مجید اور احادیث کی نصوص کو اور ان سے احکام کو سمجھنے سے بالکل قاصر ہے نیز ایسا شخص تفسیر البیضاوی جیسی تفاسیر کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے لہذا اگر قرآن مجید اور احادیث کا علم سیکھنا فرض کفایۃ ہے اور جس پر فرض کفایہ موقوف ہے تو اس کا علم سیکھنا بھی فرض کفایہ ہے اور یہ قاعدہ اصولیہ ہے کہ (ما لایتم الواجب الا به فهو واجب) یعنی جس کے بغیر واجب پورا نہیں ہو سکتا تو وہ بھی واجب ہوتا ہے اور قواعد اصولیہ تمام کے نزدیک قطعی ہیں ہاں البتہ قواعد فقہیۃ ظنی ہوتے ہیں. موضوع سے متعلق شیخ ابن تیمیہ کی رائے کا ملاحظہ کرنے کی لئے دیکھئے: مجموع الفتاوی، 9:84 اور اس کے بالمقابل الفخر اسماعیل ابو محمد البغدادی الحنبلی فرماتے ہیں: الحد على الحقيقة اصل كل علم فمن لايحيط به علما لاثقة له بما عنده. یعنی تعریف کا جاننا در حقیقت ہر علم کی بنیاد ہے اور جسے اس کا پورا پورا علم نہیں ہے تو اس کے پاس جتنا بھی علم ہے اس میں کوئی ثقاہت نہیں ہے. ملاحظہ ہو: اصول ابن مفلح، 35، الفتوحی، شرح الکوکب المنیر، 1:90، المرداوی، شرح التحریر، 1:271 اس آخری کتاب کے محقق جناب الدکتور عبدالرحمن نے لکھا کہ شرح الکوکب المنیر کے محقق نے لاثقة له بما عنده کی جگہ لا نفع له بما عنده یعنی اس کے پاس جو بھی علم ہے اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے. ملاحظہ ہو: حاشیۃ التحبیر، 1:271

ناقص اور 1۔ رسم تام اور 2۔ رسم ناقص اور پھر اس حد ناقص کی آگے دو صورتیں ہیں اور اسی طرح رسم ناقص کی دو صورتیں ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔ امولانا فضل الامام الخیر آبادی فرماتے ہیں:

فالتعریف ان كان بالجنس القريب والفصل القريب يسمى حدا تاما كتعريف الانسان بالحيوان الناطق وان كان بالجنس البعيد والفصل القريب او به وحده يسمى حدا ناقصا وان كان بالجنس القريب والخاصة[1] يسمى رسما تاما وان كان بالجنس البعيد والخاصة او بالخاصة وحدها يسمى رسما ناقصا۔[2]

اگر تعریف جنس قریب[3] اور فصل قریب[4] کے ساتھ ہو تو اسے حد تام کہا جاتا ہے جیسے کہا جائے انسان حیوان ناطق ہے (حیوان کے معنی ہیں وہ جسم نامی جو اپنی مرضی سے زمین میں ادھر ادھر حرکت کرتا ہو اور ناطق کے معنی ہیں جو کلیات اور مجردات کا ادراک کر سکتا ہو) اور اگر یہ تعریف جنس بعید اور فصل قریب کے ساتھ ہو یا صرف فصل قریب کے ساتھ ہو تو اسے حد ناقص کہتے ہیں (جیسے انسان کی تعریف میں کہا جائے: الانسان جسم ناطق، انسان ایک جسم ناطق ہے یا یہ کہا جائے الانسان ناطق، یعنی انسان کلیات و مجردات کو سمجھ سکتا ہے کلیات اور مجردات سے مراد مفاہیم کلیۃ ہیں ان مجردات کی مثال یہ ہے (4+4-8) اور اگر کسی کی تعریف اس کی جنس

---

1 خاصۃ کی فضل الامام نے یوں تعریف کی ہے هوكلى خارج عن حقيقة الافراد محمول علے افراد واقعة تحت حقيقة واحدة فقط. المرقات، 20. خاصۃ اس کلی کو کہتے ہیں جو افراد کی حقیقۃ سے خارج ہوتی ہے ان تمام افراد پر محمول ہوتی ہے جو کسی ایک حقیقت کے تحت ہوں.

2 فضل الامام الخیر آبادی، المرقات، 23

3 جنس کی مناطقہ نے یوں تعریف کی ہے ھو کلی مقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ماھو؟ فضل الامام الخیر آبادی، المرقات، 16۔17 جنس ایک ایسی کلی ہے جس کا ایسی بہت سی چیزوں پر اطلاق ہوتا ہے جنکی حقائق ایک دوسرے سے مختلف ہوں جب اس کے بارے میں یہ سوال کیا جائے کہ وہ حقیقت میں کیا ہے؟ تو اسکا جواب ہوتا ہے)الانسان حیوان) یعنی انسان ایک حیوان ہے اور پھر اس جنس کے کئی اقسام ہیں مثال کے طور پر انسان کی جنس قریب حیوان ہے اور پھر جسم نامی اس کی جنس بعید ہے پھر اس کے اوپر محض جسم یہ جنس بعید البعید اور پھر اس کے اوپر جوہر جنس ابعد ہے فضل الامام لکھتے ہیں ان الاجناس العالیۃ عشرۃ (...) احدھا الجوہر والباقی المقولات التسع للعرض. المرقات، 17 یعنی اوپر کی اجناس دس ہیں (...) جن میں سے ایک جوہر ہے باقی نو مقولات عرض ہیں.

4 فصل کی مناطقہ نے کچھ یوں تعریف کی ہے ھو کلی مقول علی الشیئ فی جواب ای شیئ ھو فی ذاتہ؟ المرقات، 18 یعنی فصل ایک ایسی کلی ہے جس کا اطلاق ایک ایسی شیئ پر ہوتا ہے جب اس کے بارے میں پوچھا جائے کہ وہ اپنی ذات میں کیا ہے جیسے انسان کے بارے میں پوچھا جائے کہ وہ اپنی ذات میں کیا ہے؟ تو جواب ہو گا کہ ایک ایسا حیوان ہے جو مجردات کا ادراک کر سکتا ہے

قریب اور خاصۃ کے ساتھ ہو تو اسے رسم تام کہا جاتا ہے (جیسے انسان کی تعریف میں کہا جائے، الانسان حیوان ضاحک، انسان ہنسنے والا جانور ہے) اگر انسان کی تعریف اس کی جنس بعید اور خاصۃ کے ساتھ ہو یا اس کی تعریف صرف خاصۃ کے ساتھ ہو تو اسے رسم ناقص کہتے ہیں جیسے کہا جائے الانسان جسم ضاحک، انسان ہنسنے والا جسم ہے یا یوں کہا جائے الانسان ضاحک، انسان وہ ہے جو ہنستا ہے۔[1]

وجہ تسمیۃ: الشیر کوٹی نے ان کی وجہ تسمیۃ بیان کرتے ہوئے کہا:

اما تسمیته حدا فلانه فی اللغة المنع وهو لاشتماله علی الذاتیات مانع عن دخول الاغیارالاجنبیة فیه واما تسمیته تاما فلذکر الذاتیات فیه بتمامها۔

حد کو لغۃ میں حد اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے معنی روکنے کے ہیں اور وہ چونکہ تمام ذاتیات کو شامل ہوتا ہے اسطرح وہ دوسری تمام چیزوں کو اس میں داخل ہونے سے روک دیتا ہے اور اسے حد تام اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں تمام ذاتیات کا ذکر ہوتا ہے اور ذاتیات سے مراد وہ ارکان ہیں جو اسکی ذات میں داخل ہیں اور ان سے اس ذات کا قوام اور ترکیب و تکوین ہے۔[2]

اس کے بعد میں وہ رسم تام کی تعریف کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسے رسم اس لیے کہا جاتا ہے کہ رسم کسی تباہ شدہ پرانے گھر کے اثر کو کہتے ہیں چونکہ یہ معرّف کی ذات سے خارج کے ساتھ مل کر تعریف ہوتی ہے اور یہ خارج بھی ایسا کہ جو اس ذات کو لازم ہوتا ہے اس لیے اسے رسم کہتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ اس ذات کی جنس قریب کا بھی ذکر ہو تو اسے رسم تام کہا جاتا ہے جیسے کھا جائے الانسان حیوان ضاحک انسان ہنسنے والا جانور ہے اور اسے حد تام کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رسم تام کہا جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسے رسم ناقص کہا جاتا ہے جیسے کہا جائے الانسا ن ضاحک یعنی انسان وہ ہے جو ہنستا ہے۔[3]

---

[1] فضل الامام الخیر آبادی، المرقات، 31
Molana Fazal alimam alkhar,Almirqat31

[2] فضل الامام الخیر آبادی، المرقات، 31
Molana Fazal alimam alkhar,Almirqat31

[3] فضل الامام الخیر آبادی، المرقات، 31
Molana Fazal alimam alkhar,Almirqat31

چونکہ تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے معرف(راکی زبر کے ساتھ) کو باقی تمام چیزوں سے ممتاز اور جدا کردے اس لیے یہ جتنے اقسام اور صورتیں تعریف کی ذکر کی گئی ہیں ان تمام میں معرَّف(راکی زبر کے ساتھ) باقی تمام چیزوں سے جدا اور ممتاز ہو جاتا ہے اور یہ ذمہ داری حد کی صورت میں فصل ادا کرتا ہے اور رسم کی صورت خاصۃ ادا کرتا ہے اور تعریف ان تمام مذکورہ بالا صورتوں میں جامع بھی ہوتی ہے اور مانع بھی۔

نتائج البحث

مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1- کسی بھی موضوع سے بحث کرنے سے پہلے اس کی لفظی تعریف کے ساتھ حقیقی تعریف بہت ضروری ہے۔

2- کسی بھی تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ منطق کے بیان کردہ اصول اور معیار کے مطابق ہو۔

3- تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے الفاظ اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہوں نہ کہ مجازی معنی میں۔

4- تعریف کسی لفظ مشترک کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

5- تعریف کسی ایسے لفظ کے ساتھ جائز نہیں ہے جو اپنے معرف(راکی زبر کے ساتھ) کے متضاد ہو۔

6- تعریف کسی لفظ مترادف کے ساتھ صحیح نہیں ہے الا یہ کہ وہ معرف(راکی زبر کے ساتھ) سے زیادہ مشہور و معروف ہو۔

7۔ تعریف کسی ایسے لفظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے جو اپنے معرف (راکی زبر کے ساتھ) سے اعم ہو یعنی زیادہ عام ہو ورنہ وہ مانع نہیں ہو سکتی۔

8- تعریف ایسے لفظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے جو اپنے معرف(راکی زبر کے ساتھ) سے اخص ہو یعنی اس سے زیادہ خاص ہو ورنہ وہ جامع نہیں ہو سکتی۔

9-- تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے معرف(راکی زبر کے ساتھ) کے مساوی ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے زیادہ معروف و مشہور ہو۔

10- تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ جامع(Comprehensive & inclusive)ہو۔

11- تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مانع(Exclusive & obstructive)ہو۔

12۔ تعریف کے لیے ضروری ہے کہ اس میں حروف عطف نہ پائے جائیں کیونکہ تعریف میں ایسے حروف کا ذکر کرنا معیوب ہے۔[1]

13۔ تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مختصر الفاظ میں ہو ورنہ وہ تعریف سے نکل کر تفسیر اور تشریح کے دائرہ میں داخل ہو جائیگی۔

14۔ تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ منضبط ہو یعنی ایسے جچے تلے ہوئے الفاظ کے ساتھ ہو جو معرف (را کی زبر کے ساتھ) کی ماہیت اور حقیقت اور اس کے اندر پائے جانے والے ارکان یعنی عناصر کو واضح کر سکے۔

15۔ تعریف کے لیے یہ شرط ہے کہ اس میں خود معرّف (را کی زبر کے ساتھ) یا ایسے لفظ کا ذکر نہ آئے جس کا سمجھنا اس معرف (را کی زبر کے ساتھ) پر موقوف ہو ورنہ یہ تعریف دور کو مستلزم ہو جائیگی اور یہ باطل ہے ورنہ تقدم الشیئ علے نفسہ لازم آئیگا یعنی ایک چیز اپنی ذات سے پہلے ہو اور یہ بالاتفاق باطل ہے کہ کوئی چیز اپنی ذات کے پائے جانے سے پہلے پائی جائے۔

16۔ تعریف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے معرف (را کی زبر کے ساتھ) کے مقاصد (Objectives) پر مشتمل نہ ہو کیونکہ کسی چیز کی حکمت اور مقصد اس سے حاصل ہونے والے نتائج اور آثار ہیں جو کسی چیز کے پائے جانے کے بعد میسر آتے ہیں اور یہاں پر دو نظریات ہیں ایک موضوعی نظریہ (Subjective theory) ہے اور دوسرا شخصی نظریہ (Objective theory) اور موضوعی نظریہ زیادہ قابل قبول ہے جبکہ شخصی نظریہ ناقابل قبول ہونے کے ساتھ ساتھ تنگ نظری پر مبنی ہے۔

[1] یہ شرط اور اس کے بعد آنے والی شرائط استقراء پر مبنی ہیں.